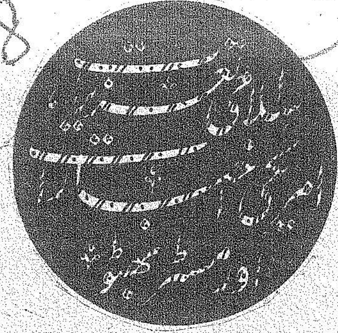
اداریہ کالم



نیویارک ۲۴ جولائی (اپ پ) مشہور زمانہ ہاورڈ یونیورسٹی کے اسلامیات کے ایک پروفیسر نے یہاں کے بعض اخبارات میں شائع ہونے والے کچھ مضامین پر اعتراض کیا ہے جس میں اسلامی تعزیری قانون کو بے رحمانہ قرار دیا گیا ہے۔ اے پی پی کے خصوصی نامہ نگار چودھری افتخار علی کا کہنا ہے کہ یہاں کے اخبارات میں یہ مضامین اس وقت چھپے جب جنرل محمد ضیاء الحق کی نئی حکومت نے پاکستان میں اسلامی قوانین نافذ کئے۔ جن میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا شامل ہے۔ سعودی عالم ڈاکٹر مجاہد الصواف نے کہا کہ اسلامی ضابطہ تعزیرات سے سعودی عرب میں امن و سکون قائم ہوا ہے اور وہاں جرائم تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ لوگ اپنی دکانوں کو کھلا چھوڑ سکتے ہیں حتیٰ کہ بنکوں کو کھلا چھوڑا جا سکتا ہے اور ان میں سے کسی چیز کی چوری نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر صواف ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ جو اسراء اور معراج کے موقعہ پر اقوام متحدہ کی عمارت میں ڈاگ ہما شولڈ آڈیٹوریم میں عالمی مسلم لیگ کے زیر اہتمام ہوا تھا۔ ڈاکٹر صواف نے کہا کہ جب سے سعودی عرب میں اسلامی قانون نافذ ہوا ہے ہاتھ کاٹنے کے صرف چھ واقعات ہوئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حاضرین کو یاد دلایا کہ حال ہی میں جب نیویارک شہر میں ۲۵ گھنٹہ تک بجلی غائب رہی تو کتنے بڑے پیمانے پر لوٹ مار ہوئی جن لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کا دل جانتا ہے کہ مجرموں کو کیا سزا ملنی چاہیے؟

واضح رہے کہ لوٹ مار کرنے والوں کے غول کے غول دکانیں اور اسٹور توڑ کر ایک ارب ڈالر کا مال چرا کر لے گئے اور پولیس بھی صورتِ حال پر قابو نہ پا سکی۔

پروفیسر مجاہد نے آخر میں کہا۔ کہ اذیت اور کرب میں مبتلا اس دنیا کو امن و سکون مغرب میں نہیں مل سکتا۔ انہوں نے قرآن حکیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ امن و سکون صرف اس کتاب میں مل سکتا ہے۔ عالمی مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل شیخ محمد علی نے اس موقعہ پر اجلاس کو ایک خصوصی پیغام بھیجا۔

(جنگ کراچی ۲۶ جولائی ۷۷ء صفحہ ۵ کالم ۳)

جنگ اخبار میں شائع ہونے والی خبر بہت ہی زیادہ سامنے ہے۔ آپ نے اخبارات میں یہ ہی کہ حفاظ نے وہ رپورٹ بھی پڑھ لی ہوگی جس میں نیویارک میں بجلی بند ہونے کے دوران کے واقعات کا ذکر ہے جن کا اشارہ اس خبر کے آخر میں بھی موجود ہے۔

ہم اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ جہاں تک ڈاکٹر مجاہد صاحب کے ارشادات کا تعلق ہے انہوں نے "اسلام" کی صحیح ترجمانی کی جس پر وہ اسلامیان عالم کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ رہ گیا امریکی اخبارات کا معاملہ تو وہ کیا ہے کہ اسلام کے ضابطوں کی تعریف کریں گے؟ ان کی گھٹی میں اسلام دشمنی پڑی ہوئی ہے اور ان کے اتلے تللے اسی صورت میں باقی رہ سکتے ہیں کہ اسلام کے عادلانہ نظام سے انہیں چھٹکارا حاصل رہے۔ ورنہ ہمیں یقین ہے کہ امریکہ سمیت دنیا بھر کے عوام نے جس دن خوشحالی اور فارغ البالی اور امن و چین کے لیے دامن اسلام سے اپنے کو وابستہ کر لیا اس دن حالت ہی اور ہو جائے گی۔

ہم اس موقعہ پر اپنے قارئین کی توجہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور سابق وزیر اعظم بھٹو کے اس انٹرویو کی طرف ضرور دلائیں گے جو انہوں نے مری میں زیر حفاظت رہنے کے دوران کسی غیر ملکی کو

دیا۔ یہ انٹرویو اخبار نوائے وقت میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ایک حصہ یہ ہے :

"اسلامی قانون کے نفاذ پر تنقید کرتے ہوئے جس کے تحت چور کا ہاتھ کاٹ دینے جیسی سزائیں متعین ہیں۔ مسٹر بھٹو نے کہا میرا خیال ہے ایسا نظام انگلستان میں نافذ ہو جانا چاہیئے اس سے آپ کے بیشتر مسائل حل ہو جائیں گے اور ایسا ہی نظام شاید نیویارک میں بھی نافذ کرنا پڑے"

(نوائے وقت لاہور مقامی ایڈیشن آخری صفحہ)

٢٤۔٧۔٧٧

بھٹو صاحب ایک آمر، فاشسٹ اور ظالم حکمران کی حیثیت سے اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس ملک کے عوام کے جذبات اور امنگوں ۲۔ اور کچھ حصہ اسلام کا نام بھی لیتے لیکن عملاً انہوں سے ماخوذ
اسلامی اقدار کے معاملہ میں جو کچھ کیا اس کے متعلق بے لاگ تحقیق کرانا اور مملکتِ خداداد پاکستان کے مقتدر کی حیثیت سے "اسلامیت" کی جڑیں کاٹنے کے جرم میں عبرت ناک سزا دینا ازبس ضروری ہے۔ ایک غیر ملکی کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ چند جملے جو کہے گئے وہ بھٹو کی حقیقت سمجھنے کو کافی ہیں ؟

اس کے ساتھ ہی ہم آج کے اخبارات میں ان کے اس مطالبہ کی بھرپور حمایت کریں گے جس میں انہوں نے ایک عدد ٹربیونل کے قیام کی بات کہی ہے تاکہ اس میں پیش ہو کر وہ اپنی عزت و وقار برقرار رکھ سکیں۔

ہمارے خیال میں ٹربیونل کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعلیٰ عدالتیں موجود ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ سکندر مرزا کے دورِ اقتدار سے لے کر اب تک کے تمام حالات کی بے لاگ تحقیق ہونی چاہیے تاکہ بھٹو صاحب کو اپنا حقیقی چہرہ نظر آ سکے۔ ایسا ہو گیا تو ملک و ملت پر احسان ہو گا۔ اور بھٹو ازم (کیونکہ یہ ایک فرد کا نام نہیں) ہمیشہ کے لیے اپنی موت آپ مر جائے گا۔ اور کوئی شاطر اس ملک کو آئندہ لوٹ نہیں سکے گا۔

علوی

قوم کا سردار کون ہے ؟

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ (بخاری)

قوم کی سرداری کے قابل وہ لیڈر ہے جو قوم کا حقیقی خدمت گار ہے۔

ے قوم کا جو شخص خدمت گار ہے
بے شبہ وہ قوم کا سردار ہے

نیا داخلہ

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین رجسٹرڈ بھیرہ میں نیا داخلہ ١٠ شوال المکرم سے شروع ہو گا۔ انشاء اللہ! قرآن مجید حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی مشکوٰۃ شریف تک کے طلبہ داخلہ لے سکیں گے۔ قدیم و جدید طلبہ رمضان المبارک کے اندر خط کے ذریعے معلومات حاصل کریں۔ اجازت نامہ ہمراہ لائیے ورنہ داخلہ نہ ہو گا۔

الاحقر حافظ عبد الرشید
خادم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین رجسٹرڈ بھیرہ ضلع سرگودھا فون ٢٩

جامعہ مدنیہ تجوید القرآن رجسٹرڈ بنوں

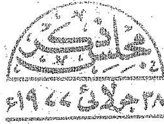
ضلع بھر میں قرآن شریف حفظ و ناظرہ با تجوید اور درس نظامی کی معیاری درسگاہ ہے جس کی بنیاد مرشد درخواستی نے رکھی۔

طلبہ کی جملہ ضروریات مدرسہ کے ذمہ ہیں اور مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں لہذا تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اپنی نیک کمائی سے مدرسہ کی امداد فرمائیں۔

(قاری) حضرت گل مہتمم جامعہ مدنیہ تجوید القرآن (رجسٹرڈ)
متصل مسجد حق نواز خان بنوں شہر

١٨٢٨

(مولانا عبید اللہ انور [illegible] شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا)



اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

جواہر پارے

قرآن سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے
رمضان نفس کے ساتھ جہاد کا مہینہ ہے
شعبان کا مہینہ بڑا بابرکت اور فضیلتوں والا ہے

 جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم 

قرآنِ حکیم قیامت تک کے تمام انسانوں کی ہدایت و رہبری کے لیے آیا ہے۔ یہ انسان کو تحت الثریٰ سے ثریا تک پہنچانے والی کتاب ہے۔ اور یہ تمام سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔

آدم علیہ السلام سے بنی نوع انسان کی ہدایت کا اللہ نے سلسلہ شروع کیا اور نبی آخر الزمان پر تکمیلِ دین اور اتمام نعمت فرمادی۔ ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ آدم علیہ السلام سے جس کام کی بسم اللہ ہوئی تھی وہ اس آخری رسول پہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سابقہ تمام کتابیں جو آنی جانی فانی امتوں کے آئی تھیں ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے نہیں لیا تھا اس لیے آج ان کا تھوڑا سا حصہ بھی محفوظ نہیں۔ ترجمے ہیں تو وہ بھی غلط سلط۔ ظاہر ہے کہ جب اصل ہی محفوظ نہیں تو ترجمے کہاں درست ہوں گے۔ یہ صرف اسی کتاب مقدس کا امتیاز ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ یہاں ذکر سے مراد قرآن پاک ہے۔ قرآن کے بہت سارے نام ہیں ان میں سے ایک نام ذکر ہے۔ قرآنِ مجید کے بہت سارے ناموں میں چار پانچ نام بہت مشہور ہیں۔ پھر ان میں بھی سب سے زیادہ مشہور نام قرآن ہے۔ جس کے معنے ہیں بہت اور باربار پڑھی جانے والی کتاب۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک دنیا میں کسی بھی زمانہ میں کوئی بھی کتاب اتنی نہیں پڑھی گئی جتنا کہ قرآن پڑھا جاتا ہے۔

چند ہفتے بعد رمضان المبارک آنے والا ہے، جس میں یہ کتاب نازل ہوئی تھی، اس میں تو یہ کتاب بہت ہی زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ ابھی سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ حفاظ نے رمضان شریف میں قرآن پاک سنانے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ خود پڑھتے ہیں، دوسروں کو سناتے ہیں۔ تاکہ تراویح میں غلط نہ پڑھیں۔ صرف حافظ ہی نہیں، مسلمانوں کی بڑی تعداد رمضان میں قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے۔ اور صرف رمضان تک ہی یہ بات محدود نہیں بلکہ بہت سے خوش نصیب مسلمان تو سارا سارا سال اس کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی سچے اور نیک مسلمان کی علامت ہے کہ اسے قرآن سے لگاؤ ہوتا ہے اور اکثر اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔

تو یہ وہ کتاب ہے جو سب کتابوں سے زیادہ پڑھی جاتی رہی ہے، پڑھی جاتی ہے اور پڑھی جاتی رہے گی۔

یہ خدا کا قانون ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہندو اپنا قانون خود بناتے ہیں عیسائی خود بناتے ہیں۔ دوسرے تمام مذاہب کے پیروکار بھی اپنا اپنا قانون خود ہی بناتے ہیں، ہم مسلمانوں کا قانون اللہ نے بنایا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مقنن صرف خدا کی ذات ہے۔ خدا کا قانون ہی فطری قانون ہے۔ اور خدا کی مخلوق پر اسے ہی لاگو ہونا چاہیے

جیسا کہ عرض کیا یہ کتاب مقدس رمضان میں نازل ہوئی

جو بڑی برکتوں اور فضیلتوں والا مہینہ ہے۔ رمضان نفس کے ساتھ جہاد کا مہینہ ہے۔

تلوار سے دوسرے کو قتل کرنا یا دوسرے کے ہاتھوں جاں بحق ہونا اتنا مشکل کام نہیں جتنا اپنے نفس کو مارنا، اسے مغلوب کرنا اور اس کی خواہشات کو پامال کرنا مشکل کام ہے۔ اس لیے صحابہ کرام جب میدان جنگ سے لوٹتے تو فرماتے کہ چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر اب بڑا جہاد کریں گے، رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔

رمضان کے روزے رکھنے ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ اگر کوئی طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہیں رکھتا تو وہ سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور جو روزہ رکھ کر توڑ ڈالتا ہے وہ بھی سخت گنہگار اور مجرم ہوتا ہے۔ بیشک بھول چوک معاف ہے، اگر کوئی روزہ دار بھولے سے دن میں پچاس مرتبہ بھی کھالے یا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، یہ اللہ کا اس امت پر خاص کرم ہے کہ بھول چوک پر گرفت نہیں فرماتے۔ "رفع عن امتی الخطأ والنسیان"۔ لیکن رمضان میں روزہ دار کا قصداً ایک دانہ کھانا بھی بدترین جرم ہے۔ ایسے شخص کو پے درپے ساٹھ روزے رکھنے پڑتے ہیں، کیونکہ اس نے قصداً قانون شکنی کی ہے۔

جو شخص روزہ نہیں رکھ سکتا، مثلاً مسافر ہے جسے شریعت نے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیا ہے یا اتنا بیمار اور لاغر ہے کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھتی ہے یا دودھ پلانے والی ہے اور اندیشہ ہے کہ روزہ رکھیگی تو دودھ کم ہو جائیگا اور بچے کو نقصان پہنچے گا تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ ان دنوں روزہ نہ رکھیں، پھر قضا کرلیں۔ مگر روزہ رکھ کر بلا عذر توڑنا بہت بھاری جرم ہے۔ اس لیے اس کی سزا یہ رکھی ہے کہ اب اسے مسلسل ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔

بہر حال رمضان بہت برکتوں والا مہینہ ہے اللہ ہم سب کو اسکی برکات سے متمتع فرمائے۔

یہ شعبان کا مہینہ بھی بہت بابرکت مہینہ ہے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا مہینہ قرار دیا ہے۔ اس

(باقی صفحہ ل پر)

حضرت پیر جی عبد اللطیف قدس اللہ سرہٗ

کے سانحۂ ارتحال پر

الحاج محمود احمد عارف

دارِ فانی سے سوئے دارِ بقا
چل بسے آہ ایک مردِ خدا
پیر عبداللطیف رجلِ رشید
جانِ اہلِ صفا و اہلِ تقےٰ
اتباعِ شہِ دوعالم میں!
صاحبِ صدق، منفرد، یکتا
علم و حکمت کے نیّرِ تاباں
فیض پاتی تھی جن سے خلقِ خدا
وہ تھے لاریب آیۂ رحمت
مظہرِ شانِ لطف وجود و سخا
مقتدر اہلِ دین و دانش میں
تھے سراپا خلوص و مہر و وفا
ان کے گرویدہ سب امیر و غریب
ان کے مشتاق اہلِ صدق و صفا
در پہ ان کے ہمیشہ جمِ غفیر!
ہم نے دیکھا ہے بہرِ استدعا
موردِ نورِ ذاتِ ربِ کریم
قاسمِ فیضِ شاہِ ہر دوسرا
علم و عرفان و آگہی میں انھیں
حق نے اعلیٰ مقام تھا بخشا
اللہ اللہ کہاں وہ روئے جمیل
دیکھ کر جس کو آئے یادِ خدا
اولیاء ہوں کہ انبیاءِ کرام
دارِ فانی میں کون ہے ٹھہرا؟
تیرے لطف و کرم سے یا باری
فیض ان کا رہے سدا جاری

موجودہ معاشی مسائل فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں



جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ایک سہ روزہ تربیتی اجتماع ۲۱-۲۲-۲۳ رجب المرجب ۹۷ھ مطابق ۹-۱۰-۱۱ جولائی ۷۷ء مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ جس میں دور دراز علاقوں کے متعدد طلبہ شریک ہوئے اور مشہور و نامور اہل علم و قلم نے اپنے خیالات وارشادات سے طلبہ کو نوازا۔ ان صاحبانِ فکر و نظر میں محقق العصر حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، ترجمانِ فکر ولی اللّٰہی مولانا صوفی عبد الحمید اور فاضل مکرم علامہ منظور احمد سیالکوٹی جیسے حضرات شامل ہیں۔ اس پروگرام کی مختلف نشستوں میں مدیر خدام الدین کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اور نظم و انتظام، طلبہ کی دلچسپی اور دوسرے معاملات کو دیکھ کر از حد خوشی ہوئی ہم کوشش کریں گے کہ دوسرے حضرات کے مقالات پیش خدمت کر سکیں۔ موجودہ صحبت میں حضرت الاستاذ المکرم مولانا صوفی عبد الحمید کا فاضلانہ اور فکر انگیز مقالہ پیش خدمت ہے۔ ہم اس موضوع پر ملک کے اہل فکر و نظر کو اپنے نگارشات بھیجنے کی دعوت دیں گے تاکہ دورِ حاضر کے اس پیچیدہ مسئلہ پر قوم رہنمائی حاصل کر سکے۔

یاد رہے کہ حضرت والا نے یہ مقالہ ۲۲ رجب ۹۷ھ ۱۰ جولائی ۷۷ء نماز ظہر کے بعد اجلاس میں پڑھا۔ (مدیر)

یہ موضوع نہایت دقیق اور طویل الذیل ہے۔ اس وقت میں آپ حضرات کی خدمت میں اس موضوع کے متعلق امام ولی اللہؒ کے فلسفہ سے چند مبادی (فنڈا منٹل) ذکر کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو اس موضوع کے متعلق کچھ روشنی حاصل ہو گی۔ آج دنیائے انسانیت کی غالب اکثریت معاشی مسائل کی پریشانیوں سے دو چار ہے ــــ مختلف اقوام و ممالک ان مسائل کو اپنے طور پر حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن پوری انسانیت کی عافیت اور اطمینان کے لیے کوئی ملک بھی ابھی تک ان مسائل کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

امام ولی اللہؒ جو ہمارے برصغیر کے آخری دور کے سب سے بڑے فیلسوف، محدث، فقیہ، متصوف اور الٰہیات کے ماہر امام تھے۔ انہوں نے دیگر مسائل کے ساتھ اسلام کے اقتصادیات اور معاشی مسائل کے بارہ میں بھی اپنی کتابوں میں بحث کی ہے۔ اگر اس طریق پر معاشی اور دیگر مسائل کو حل کیا جائے۔ تو تمام انسانیت کے لیے

رجہ طمانیت پیدا ہو سکتی ہے۔

تمہید

امام ولی اللہؒ کی حکمت کے مطابق نبوت کا موضوع (سبجکٹ) انسانیت ہے اور مقصد تکمیل اجتماعیت انسانیہ ہے اور اسی لیے ختم نبوت فطری نظام کے مطابق حرکت عمومی کی تکمیل ہے۔ اسلام عمومی اور اجتماعی تحریک پر مشتمل ہے۔ عام طور پر دینی تحریکوں کو خیالی اور سیاسی تحریکوں کو مبنی بر حقائق خیال کیا جاتا ہے جو واقعہ اور نفس الامر کے خلاف ہے اللہ تعالےٰ نے جس اجتماعی عالمی نظام کو اقوام و ملل کے لیے قائم کیا ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ وہ ہر طرح مکمل، تام، ہمہ گیر اور عادلانہ نظام ہے۔ جو لوگ قرآن کریم کے پیش کیے ہوئے اجتماعی نظام اور انسانیت کی تکمیل نظری و عملی کا جو پروگرام پیش کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے وہ لوگ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ صفین کے تحکیم کے واقعہ تک مسلمانوں نے اس پروگرام پہ پوری طرح عمل کیا اور اسی پچاس سالہ دور میں اجتماعی طور پر کامیاب ہوئے۔ لیکن پھر اس اجتماعیت سے آہستہ آہستہ انحراف شروع کر دیا۔ اور پھر کمزوریوں کا شکار ہو کر رہ گئے۔ نظام جاگیرداری، آمریت، شاہیت اور پھر نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت کی طرف مائل ہوتے رہے۔ آج عالمی طور پہ روس کی مادی الحادی اشتراکی تحریک جو متشددانہ انقلابی تحریک بھی ہے سے بڑھ کر کوئی تحریک بھی سطح عالم میں قرآن کے پروگرام کے زیادہ منافی اور مخالف نہیں۔ لیکن تجربات کے بعد اس انقلابی اور غیر فطری تحریک کمیونزم و سوشلزم وغیرہ میں رجعت قہقری (ری ٹیری گریشن) شروع ہو گیا ہے۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ عزیز اور محترم ہو اس کو اپنی پوری قوت کے ساتھ ایسی حکومت کی تشکیل میں کوشش و سعی کرنی چاہیے جس کی بنیاد ایسے قانون پہ ہو جو ایمان باللہ پہ یقین رکھتا ہو۔ اور یہ کام بجز ایسے لوگوں کے ناممکن ہے۔ جو عدل کو پسند کرتے اور ظلم کو ناپسند کرتے ہوں۔ اور جو نظام بھی کسی امت میں اجتماعی عدل پر قائم ہوگا تو ایسے لوگ ہی دنیا میں بہتر مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو امت یا قوم ایسے نمائندوں کو آگے کرے گی جو کتاب اللہ کا زیادہ علم رکھتے ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے امور کا زیادہ سے زیادہ علم رکھتے ہوں اور جو عوام کے مصالح کی خاطر اپنی خاص مصلحتوں کو زیادہ سے زیادہ قربان کر سکتے ہوں، ایسے نمائندے اگر مرکز میں جمع ہو جائیں تو ان سے ایک صالح جماعت تیار ہو جائیگی اور پھر ان سے بہتر اجتماعیت حاصل ہونے کی توقع ہوگی اور یہی جماعت امم و اقوام کے سامنے کتاب اللہ کے احکام کی تنفیذ میں مشغول ہوگی۔

پس ہم لوگ جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب مانتے ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ تمام اقوام عالم کے سامنے ثابت کر دکھائیں کہ قرآن کریم کے پروگرام سے زیادہ بہتر پروگرام تمام انسانیت کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ خواہ یہ پروگرام معاشی و اقتصادی ہو یا سیاسی، معاشرتی قانونی، اصلاحی، اخلاقی، فکری اور عملی ہو۔

پھر ایسی جماعت منظم کریں جو اس کتاب پر پورا اور صحیح ایمان رکھتی ہو۔ خواہ وہ جماعت اور اس کے ارکان کی نسل یا قوم اور خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایسی جماعت میں سوائے ایمان کے اور کسی چیز کو نہیں دیکھا جائے گا۔ اور یہی جماعت باقی جماعتوں اور اقوام پر غالب رہے گی۔ لیکن یہ غلبہ انتقام کے طریق پر نہ ہوگا۔ بلکہ ارشاد و ہدایت کے طریقے پر جیسا کہ والد اپنی اولاد پر غالب رہتا ہے۔ اور جب اس نظام کے خلاف کوئی اقدام کرے گا تو اس کے ساتھ انتقامی کاروائی کی جائے گی۔ کیونکہ انسان تین قسم کے ہو سکتے ہیں یا بزدل انسان ہوگا جو انقلابی کاروائی میں حصہ نہیں لیتا۔ ایسا آدمی انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا تو شمار ہی نہیں کیا جائے گا۔ دوسرا انسان جاہل ہے جس کو قرآن کی تعلیم کا علم نہ ہو ایسے شخص کو تعلیم دی جائے گی۔ اور تیسرا انسان دشمن اور معاند ہوگا۔ جو قرآن کے پروگرام اور تعلیم کے ساتھ عناد رکھتا ہے ایسے اشخاص

قابل معافی نہ ہوں گے۔

امام ولی اللہؒ کے فلسفہ اور حکمت سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ دینی مضبوطی اور پختگی ہے۔ اگر مسلمان اقوام قرآن کریم کو اسی طرح پکڑ لیں جس طرح حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے انہوں نے پکڑا تھا تو آج بھی مسلمان دنیا میں غالب اقوام اور نصرانی اقوام کے تسلط سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ چیز کسی سطحی اتحاد اور جدت پسندی اور اقوام مغرب اور ایشیائی ترقی یافتہ اقوام کی تقلید سے کبھی حاصل نہ ہو سکے گی۔ غالب اقوام تو آج کھنڈرات کی کھدائی سے بھی مفید علوم اخذ کر لیتے ہیں لیکن ہم مسلمان لوگ باطل پرستوں کی اگلی ہوئی چیزوں کے چبانے کے عادی بن گئے ہیں۔

امام ولی اللہؒ کی حکمت اور فلسفہ میں بنیادی بات انسان کا تعلق باللہ ہے جس کو اقتراب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ارتفاق ہے۔ چنانچہ قرآن میں فضل کے لفظ سے ارتفاق اور رضوان کے لفظ سے اقتراب کا معنی لیتے ہیں۔

حضرت عاصم بن ابی النجودؒ فرماتے ہیں کہ:۔

همان للمومن لابد منهما هم المعاش وهم المعاد

مومن کے لیے دو قسم کے فکر ضروری اور لازم ہیں — ایک معاش کا اور دوسرا معاد (آخرت) کا فکر۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اسلام کا اجتماعی شورائی نظام بری طرح ناکام بنا دیا ہے اور ملوکیت، آمریت، شہنشاہیت، امپیریلزم جیسے ملعون نظام اختیار کر لیتے ہیں۔ اور نظام سرمایہ داری جیسا ظالمانہ نظام اپنایا ہے یا اس کے ردعمل کے طور پر سوشلزم اور کمیونزم وغیرہ غیر فطری نظاموں کے دلدادہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ دین اور مذہب پر عمل کرنے کے بجائے اس کو سرمایہ داری، شہنشاہی یا دوسرے ازموں کے لیے آلہ کار بنایا گیا ہے جس سے ہزار در ہزار خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔

امام ولی اللہؒ کی حکمت کے مطابق ہم اشتراکیت جیسے انتہا پسندانہ معاشی اور اقتصادی پروگرام کو غیر فطری تصور کرتے ہیں۔

امام ولی اللہؒ بتلاتے ہیں کہ اسلام تمام پسماندہ طبقات (مساکین، غرباء، فقراء، یتامیٰ، مزدور، معذور افراد اور حادثات کا شکار ہونے والے انسانوں) کے لیے بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے قطعی قوانین دیتا ہے۔ جس میں روٹی پانی کپڑا مکان صحت اور تعلیم ہیں کسی کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کر سکتے جو اجتماع اپنے کمزور طبقات کی دستگیری نہیں کرتا وہ توڑنے کے قابل ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ انسان کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، پانی اور مکان ہیں۔ اور صحت تو قرآن کریم کی اس آیت سے واضح ہوتی ہے واعدوا لهم ما استطعتم من قوة۔ قوت میں سب سے پہلے صحت ہے۔ اور تعلیم (عقلی و ذہنی ضرورت) تو قرآن کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدیٰ (کتمان جب جرم اور موجب لعنت ہے تو تعلیم ضروری ہوئی)

امام ولی اللہؒ کے نزدیک شریعت کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ اخذ باصل الفرائض اور اجتناب عن المحرمات القطعیہ اور اقامۃ شعائر اسلام۔ یہ مرتبہ تمام لوگوں کے لیے لازم ہے۔ خواہ بادشاہ، امیر، تاجر، کسان، مزدور، غلام یا آزاد ہو۔

دوسرا مرتبہ سنن و آداب، دعوات ماثورہ کی پابندی کا ہے۔ جس سے ایک انسان سنی، عابد اور محسن ہوتا ہے اور جب تک انسان قانون پر مستعدی سے عمل پیرا نہ ہو اور قربانی کے لیے تیار نہ ہو تو نہ کسی قسم کا انقلاب برپا ہو سکتا ہے اور نہ دشمن مغلوب ہو سکتا ہے اور نہ انسان کو نہ کسی قسم کی کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ مذہب اور دین عمل سے ترقی کرتا ہے صرف علم سے نہیں۔ جو جماعت پسماندہ طبقات کو سمجھاتی نہیں اور ان کو اٹھا کر ترقی کے راستہ پر گامزن نہیں کرتی وہ خدا پرست جماعت نہیں ہو سکتی بلکہ وہ سرمایہ دار یا سردار طاقت ہو گی۔ یتیم مسکین، غریب، مزدور، کسان کی دیکھ بھال اور ظلم سے انہیں نکالنا اسلام میں نبیوں کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ مسلمان کے لیے ظلم کو کسی شکل

ہیں برداشت کرنا روا نہیں۔ اور نہ مسلمان کبھی ظالم کا طرفدار ہو سکتا ہے۔ سرمایہ دار انسان اخلاق اور دین سے عاری ہوتا ہے رسمی مذہبیت کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں۔ اکثر جماعتوں کی اندرونی خرابی یہی سرمایہ پرستی اور عیش پسندی ہے۔ دین تو انسان میں اخلاق حسنہ پیدا کرتا ہے اور حیوانی زندگی سے اس کو اٹھا کر فطری حالت سے ہمکنار بناتا ہے۔ جو شخص بھی زندگی صحیح اصول پر نہیں چلائے گا وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ بے اصول کام کرنے والا انسان کبھی بھی خطیرۃ القدس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ ملاء اعلیٰ کی دعائیں اور توجہات اپنی طرف منعطف کرا سکتا ہے۔ مسلمان اللہ کی مخلوق کا بہترین حصہ ہیں۔ کیونکہ یہ پوری انسانیت کو خدا تعالیٰ کی غلامی اور اطاعت کے لیے خاص کرتے ہیں اور انسانیت کا بدترین حصہ وہ رجعت پسند ہیں جو انسانیت کو خطیرۃ القدس کے راستہ پر چلنے سے روکتے ہیں اور سرکشی اختیار کرتے ہیں اور غرباء اور کمزوروں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑتے ہیں۔ انسانیت کی حدود کو توڑ کر شہوت رانیوں کے راستہ کو اختیار کرتے ہیں۔ انسانیت ہمیشہ علم کی روشنی سے ترقی کرتی ہے۔ جس میں سب سے پہلے اپنی ذاتی اصلاح کا پروگرام مقدم ہوتا ہے پھر محدود اصلاح یعنی اپنے لواحقین اور اہل خاندان کی اصلاح پھر قومی اصلاح پھر تمام اقوام عالم کی اصلاح اور روحانی ترقی۔ انسانی ماحول میں بدامنی اور معاشی ناہمواری اور اقتصادی بدحالی کو ختم کرنا فطری ترقی کے نقطہ نظر سے نہایت ضروری ہے۔ ہر متدین آدمی کو یہ چیز ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔ لادینی انقلابوں سے بچنے کے لیے امام ولی اللہ رح کی حکمت اور فلسفہ سے کام لیتے ہوئے اسلام اور دین وہ مکمل تشریح اور نظام جس کو امام ولی اللہ نے اپنی (ماسٹرپیس) کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اجمالی طور پر نہیں کہا ہے۔ اس کا علم از حد ضروری ہے۔ انسان میں علم صحیح، خدا پرستی، اخلاق، پاکیزگی خسیس دواعی سے دور رہنا اخلاق رابعہ طہارت، خضوع، اخبات اور عدالت پر کاربند رہنا انسان کے لیے تمام مقاصد سے اہم تر مقصد ہے

اسی طرح امام ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ رفاہیت بالغہ (یعنی اکل شرب، لباس، مسکن وغیرہ میں حد سے زیادہ توسع) تقشف بالغ (حد سے زیادہ بوسیدگی اور معمولی حالت رہبانیت) یہ دونوں انسانیت کے لیے مضر ہیں۔

وینبغی ان لا یتکلف فی البناء بالتشید البالغ والنقوش غایۃ التکلف ولا یجعل فی غایۃ الغرارۃ والضیق (بدور بازغہ)

اور مناسب ہے کہ انسان عمارت کے سلسلہ میں حد سے زیادہ ٹیپ ٹاپ اور نقش ونگار اور انتہائی تکلف سے کام نہ لے اور انتہائی درجہ کی خستہ حالی اور تنگی بھی اختیار نہ کرے۔

انسان مستقل طور پر ملکیت اور بہیمیت کی آماجگاہ ہے

امام ولی اللہ رح کی حکمت کے اہم اصول یہ ہیں کہ انسانوں میں جو ملعون ہیں۔ ان کے مظالم سے لوگوں کو بچایا جائے۔ جو اپنی ذاتی اغراض فاسدہ پورا کرنے کے لیے انسانیت پر مظالم ڈھاتے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح تمام اقوام عالم کو ہلاکت سے کس طرح بچایا جائے۔ انسانوں کی مصلحت اقترابیہ، منزلیہ، معاشیہ اور مدنیہ کے فساد کو کس طرح دور کیا جائے۔ انسان کی جسمانی روحانی، عقلی ضرورتیں کن اصولوں پر پوری کی جائیں۔ اور انسان کو شرائع الٰہیہ کا مکلف بنانے کی کیا مصلحت ہے۔ انسان میں خدا تعالیٰ نے ادراک کا افضل جزء کیوں رکھا ہے۔ اور پھر انسان کو اپنی تکمیل کے لیے کن علوم کی ضرورت ہے اور پھر مکلف ہونے کے ساتھ جزا و سزا بھی مستلزم ہے۔ انسانوں میں خدا تعالیٰ نے جبلی اختلافات رکھے ہیں۔ اعمال پر ابھارنے والے خواطر رکھے ہیں اور پھر اعمال انسان کی روح کے ساتھ کس طرح لصوق رکھتے ہیں۔ اعمال انسانیہ کا تعلق اندرونی ہیئات اور ملکات کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جزائے اعمال کے اسباب بیرونی اور اندرونی دونوں طرح ہوتے ہیں۔ اندرونی خود انسانی ملکات اور ہیئات ہیں اور بیرونی ملاء اعلیٰ کی توجہات۔

ارتفاقات یعنی انسان کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کے طور طریقے بہتر اور عمدہ طریق پر پورے کرنے اس میں زبان، آدابِ معاش جس کے تحت سینکڑوں مسائل آتے ہیں اور تدبیرِ منزل نکاح ازدواج، اولاد ملکیت اور رفاقت کے حقوق اور ذمہ داریاں، پھر معاملات جس کے تحت اصول مکاسب، زراعت، جانوروں کی افزائش و پرورش اور اموالِ مباحہ کو بر و بحر اور معادن سے نکالنا اور قابل استفادہ بنانا۔ نباتات اور حیوانات سے استفادہ کے طریقے معلوم کرنا، صنعت و حرفت کے مختلف شعبے لوہے لکڑی کو استعمال کرنے کا فن، کپڑا بننے کے مختلف طریقے اور مختلف انسانوں کا مختلف کاموں کی رجحان اور اس کا فلسفہ، سیاست مدنیہ کے اندر تمدن کی درستگی اور فساد اور ان کے اسباب اور خلل ڈالنے والے اخلاق و عادات اور اعمال ضارہ جیسے سحر۔ اشیاء میں زہر ملانا تعلیم فساد، عام لوگوں اور کمزور طبقات اور عورتوں کو بگاڑنا اور فساد پر آمادہ کرنا۔ ارتفاقات واجبہ کو درہم برہم کرنے والی عاداتِ قبیحہ۔ لواطت (سیڈمی) — اتیان البہائم اور مردوں کا عورتوں کے مشابہ بننا اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ تشابہ اختیار کرنا۔ ادیانِ خمر، قمار (ریس، سٹہ وغیرہ) ربا اور اس کی مختلف شکلیں رشوت، تطفیل، کیل وزن۔ تدلیس فی السلع، احتکار (ہارڈنگ) اور ایک ہی پیشے پر سب کا ہجوم کرنا اور باقی پیشوں کو مہمل چھوڑ دینا۔ ترک زراعت انتشار شباعہ الضاریہ۔ اور ہوام موذیہ (یعنی درندوں اور موذی کیڑے مکوڑوں کا پھیلنا) ان کو فنا کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح مشترک انتفاع والے کام اور ادارے جس سے تمدن محفوظ رہتا اور ترقی کرتا ہے ان کی حفاظت و تعمیر جیسے سور اور فصلیں، رباط حصون ثغور، اسواق قناطر، مساجد، مدارس۔ آبا و چشمے (ٹیوب ویل) کشتیوں کی تیاری، سواحلی علاقوں کی حفاظت اور انتظام اناج وغیرہ۔ ضروری اشیاء کا ایک دوسری جگہ پہنچانا، تجار کی تالیف قلب اور ان کے ساتھ احسان کرنا زمین کو مہمل اور بے کار نہ چھوڑنا۔ اور ضرورت کے فنون کی تحصیل، خط، حساب، تاریخ، طب اور پیشگی منصوبہ بندی کے لیے جو جو چیزیں ضروری ہیں ان کی تحصیل — ممالک اور شہروں کی خبروں کا معلوم کرنا تاکہ مفسد اور ناصح کا امتیاز ہو سکے۔ اور جس چیز اور جس شخص کی طرف احتیاج ہے اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں دو چیزیں ایسی ہیں جو ملک اور شہر اور تمدن کو خراب اور برباد کرنے والی ہیں۔ دورِ حاضر کے لوگوں کو ان سے خبردار رہنا چاہیے۔ ان میں سے

۱۔ بیت المال یعنی سرکاری خزانے پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا۔ فضول لوگوں کے وظیفے مقرر کرنا۔ شعرا، زہاد اور ثقافت والے گویے وغیرہ جو کسی مصلحت کو پورا نہیں کرتے بلکہ گداگری کے طور پر صرف کمائی کرتے ہیں۔

۲۔ بوجھل اور بھاری ٹیکس لگانا، کسانوں، تجار اور پیشہ ور لوگوں پر جس کی وجہ سے لوگوں میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور ان کا استیصال ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں تحریکات (ایجی ٹیشن) بغاوتیں، لڑائیاں، سرکشی اور طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

امام ولی اللہؒ نے فرمایا ہے کہ پولیس، فوج، سکورٹی اور دیگر عمال اور حکومت کے کارندوں کو بقدر ضرورت ہی بھرتی کیا جائے تاکہ لوگوں پر ان کے مصارف کا بوجھ زیادہ نہ پڑے۔

امام ولی اللہؒ نے حکام کی سیرت اور حکومت کے کارندوں کی تربیت کے اصول سب بیان کئے ہیں اور یہ کہ اہم عہدے کیسے لوگوں کو سونپنے چاہئیں۔ فطری ارتفاقات کے بگاڑ سے اور رسوماتِ فاسدہ سے جو انسانی سوسائٹی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کس طرح یہ نوع انسانی کو سعادت نوعی سے روکتے ہیں اور خصوصاً نوعِ سعادت حاصل کرنے کے لیے اخلاق اربعہ کی پابندی ضروری ہے۔ فطری حالت کو روکنے والے اسباب اور حجابات کی امام ولی اللہؒ نے پوری تفصیل بیان کی ہے۔ مثلاً حجابات ثلاثہ۔ حجاب طبع، حجاب اسم،

حجاب سوءِ معرفت اور ان کا علاج بھی ذکر کیا ہے براور شرک کے اصول، ان کا فلسفہ، خصوصاً توحید اور اس کے اصول، شرک کی حقیقت، اس کے اقسام، اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے اور تقدیر پر ایمان اور یہ کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ بندوں پر تعظیم شعائر اللہ، طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج وغیرہ کی حقیقت اہمیت طبقات اثم صغیرہ وکبیرہ بیانات ملکیہ اور نبوت کی حقیقت اور اس کے مباحث ضروریہ کی تشریح و توضیح بیان کی ہے۔

معاشیات کے بنیادی اصول

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی شہر میں دس ہزار انسانوں کا اجتماع قائم ہو جائے تو سیاست مدنیہ کا تقاضا ہے کہ ان لوگوں کے پیشوں میں تحقیق کی جائے اور ضروری پیشوں کی طرف زیادہ توجہ دی جائے —— اور غیر ضروری پیشوں کو زیادہ قابل اعتناء نہ خیال کیا جائے اور اکساب ضارہ (مضر پیشے) یعنی جو پیشے تمدن دین اور انسانیت کے لیے مضر ہیں ان کو یکسر ممنوع قرار دیا جائے۔ یہ بدیہی حقیقت ہے۔ مثال کے طور پر اگر زیادہ تر لوگ صنعت و حرفت کی طرف راغب ہو جائیں اور تھوڑے لوگ جانوروں کی افزائش و حفاظت اور زراعت کی طرف توجہ کریں تو لامحالہ دنیا میں لوگوں کی حالت خراب اور ابتر ہو کر رہ جائے گی —— اور علیٰ ہذہ القیاس اگر کچھ لوگ شراب بنانے کا یا بت تراشی اور اصنام گری (تصویر سازی) کا پیشہ اختیار کر لیں تو لوگ ادھر راغب ہوں گے۔ اور دینی طور پر لوگ ہلاک ہوں گے۔

اس لیے ولی اللٰہی فلسفہ کے مطابق معیشت کی استواری کے لئے مختلف پیشوں اور پیشہ والوں کی صحیح حکیمانہ تقسیم ضروری ہے۔

اور جب تک قبیح پیشے اختیار کرنے والوں کو روکا نہ جائے گا تو لوگوں کی حالت قابل اصلاح نہ ہو سکے گی۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ تمدن کا بگاڑ و فساد اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ بڑے لوگ جب دقیق زیورات اور عمدہ سے عمدہ لباس اور عمدہ اور نفیس عمارتوں اور مکانات اور اچھے کھانوں اور حسین و جمیل عورتوں کی طرف اس حد سے زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ جس کی ارتفاقات ضروریہ تقاضا کرتے ہیں تو لامحالہ تمدن ضرور خراب ہوگا۔ پھر لوگ ان چیزوں کی تیاری اور فراہمی میں مشغول ہو جائیں گے تاکہ اس سے ان بڑے لوگوں کی خواہشات کو پورا کیا جا سکے۔ اور کچھ لوگ چوکریوں کو گانے اور رقص وغیرہ فنون لطیفہ کے لیے تیار کریں گے اور دوسری طرف طرح طرح کے رنگین قیمتی دل خوش کن لباس کی تیاری میں لگ جائیں گے مختلف قسم کے بیل بوٹے پھول اور عجیب و غریب خطوط اور لکیریں اور تصاویر وغیرہ ان کپڑوں پر بنائیں گے اور کچھ لوگ سونے اور جواہرات کی تیاری میں لگ جائیں گے کچھ لوگ اونچی اونچی عمارتیں اور مکانات بنانے میں اور ان کے نقش و نگار اور رنگ و روغن میں لگ جائیں گے۔ اور اس سلسلہ میں بسا اوقات ضروری صنعتوں میں اور کار آمد پیشوں میں خلل واقع ہوگا۔ اور اکساب ضروریہ میں مشغول لوگوں میں تنگی واقع ہوگی۔

اور جب ٹیکس زیادہ ہوں گے اور یہ خرابی ایک عضو سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتی چلی جائے گی اور یہ لاعلاج بیماری دنیا میں نہایت ضرر رساں بن جائیگی۔ اور دینی ضرر تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہوگا۔ اور اخروی کمال کی طرف لوگ نہیں نکل سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہی بیماری عجم کے ملکوں اور شہروں میں پھیلی ہوئی تھی۔ عجم کا کوئی شہر ایسا نہ تھا جس پر یہ خرابی چھائی ہوئی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں یہ بات ڈال دی کہ اس بیماری کے مادہ ہی کو قطع کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے گانے بجانے والی عورتوں اور اسی طرح سونے کی بیع متفاضل شکل میں جو زیورات ڈھالنے یا اس قسم کے دیگر سامان تعیش میں کام آتی ہے سب کو ممنوع قرار دیا۔

اکساب ضارہ، ربو، تطفیف، کیل و وزن اور

مختلف عادات اور فیشن اور ویسے وغیرہ جو اسراف پر مشتمل ہوں اور تعمق بلیغ کی محتاج ہوں ممنوع قرار دیا جیسا غم غلط کرنے والی اشیاء کا زیادہ استعمال مزامیر شطرنج، شکار کی کثرت، کبوتر بازی، مرغ بٹیر بازی (اسی زمرہ میں سینما، تھیٹر، ریڈیو کے گانے، ٹی وی کا اہتمام کلب، پکچر گیلریاں، تصاویر۔ ناچ گانے کا اہتمام وغیرہ شامل ہیں) یہ اشیاء بالآخر انسان کے معاشی اور معادی معاملات ابتر کر کے چھوڑتے ہیں۔ حقیقی بات ہے کہ غم غلط کرنے والی اشیاء کے ساتھ انسان کے نفس کو آخرت اور دنیا کی فکرمندی فراموش کراتا ہے اور اوقات تضیع کراتا ہے۔ معازف یعنی گانے بجانے کے آلات کا استعمال، شطرنج کا شوق (تاش وغیرہ) کبوتر بازی یا بٹیر بازی۔ جانوروں کو باہم لڑانا۔ مخرب تمدن ہے۔ اسی طرح پیشہ گداگری اور منشیات کا استعمال، ربٰو، جوا اور طیب و خبیث کا امتیاز نہ کرنا۔ اور حلال و حرام کے قانون کی پابندی نہ کرنا۔ تمدن کے بگاڑ کی بنیاد ہے۔ اسباب تعیش کو کم کرنا یا مٹانا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان عباد اللہ لیسو بالمتنعمین۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش پرست نہیں ہو سکتے۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ بہت سے جانور مثلاً گھوڑے وغیرہ رکھنا اور زیادہ بہتر رکھنا۔ جس سے حاجت پورا کرنا مقصد نہ ہو بلکہ فخر و مباہات اور لوگوں کو دکھانے کے لیے یہ مخرب تمدن ہے۔

اسی طرح سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام اور ممنوع قرار دیا گیا ہے اور مکانات اور عمارتوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور گھروں کو خوب مزین کرنا اور اس کے لیے تکلف کرنا اور بہت سے اموال اس پر خرچ کرنا مخرب تمدن اور انسانیت ہے

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ ان کے لیے اسباب معاش بھی زمین میں مقرر فرمائے ہیں۔ اسباب معیشت زمین، زر، کام (مزدوری) اور فن (ٹکنالوجی) ہیں ان سب میں حکمت ولی اللّٰہی توازن قائم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

ولقد مکنا کم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش قلیلا ما تشکرون (اعراف)

اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی ہے اور جمایا ہے اور تمہارے لیے سامان معاش اور روزی کے سامان بنا دیے ہیں۔ تم بہت تھوڑا شکریہ ادا کرتے ہو۔

اسی طرح فرمایا ہے:۔

وجعلنا لکم فیہا معایش ومن لستم لہ برازقین۔ (الحجر)

اور ہم نے زمین میں تمہارے لیے اسباب معاش مقرر کیے ہیں اور ان کے لیے بھی جن کو تم روزی نہیں پہنچاتے یعنی جانور وغیرہ

اس سلسلہ میں اسباب معیشت سے انتفاع کے بارہ میں لوگوں کے درمیان حرص و آز، جھگڑا، منافسہ واقع ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے مواقع پر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ ایک انسان دوسرے کے مزاحمت نہ کرے۔ جو شخص پہلے سے اس شئی انتفاع حاصل کر رہا ہے یا اس کو وراثت سے حاصل ہوئی یا مبادلہ کی ایسی شکل سے جو معتبر ہیں اس کو وہ حاصل ہوتی ہے مثلاً خرید، وصیت، ھبہ، عطیہ وغیرہ سے جن وجوہات میں باہم رضامندی ہوتی ہے۔ اور کسی قسم کا دھوکہ وغیرہ نہیں ہوتا تو اس شخص کو اس سے انتفاع کا حق ہے۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انسان بالطبع تمدن پسند واقع ہوا ہے۔ اس کی معیشت بغیر دوسرے انسانوں کے ساتھ تعاون کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے تعاون کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

الغرض کہ حکمت ولی اللّٰہی میں رفاہیت بالغہ ممنوع ہے اور محرفات قطعیہ بھی ممنوع قرار دیے گئے ہیں۔ اور پیشوں اور صنعت و حرفت میں توازن قائم کرنا ضروری ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم لوگ امام ولی اللہؒ کے ان مبادی کو سمجھ لیں تو ہمارے لیے ان کا پیش کردہ معاشی نظام قریب الفہم ہو سکے گا۔ زمین کے بارہ میں امام ولی اللہؒ کا خاص نظریہ ہے۔ انسانی معیشت کے خوشگوار پہلو کے بارہ میں بہت سے اصولوں کو سمجھنا

ان مبادی کو ذہن میں رکھنے کے بغیر پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ دین اسلام کے تمام شعبے حکمت ولی اللہی میں ایک دوسرے کے ساتھ شدید طور پر مربوط ہیں۔ کسی ایک چیز کو الگ کرکے دیکھنا سخت غلطی ہوگی۔ عقاید، اخلاق، قانون، عبادات، تعزیرات، تجارت، صنعت و حرفت، ملی سیاسیات، ارتفاقاتِ ضروریہ اور اقترابات باہم غایت درجہ سے مربوط ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد والہ واصحابہ
واتباعہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

۱۔ اس میں اکثر حصہ وہ ہے جو امام ولی اللہؒ کے کلام سے ماخوذ ہے۔

۲۔ اور کچھ حصہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے کلام سے ماخوذ ہے۔ جو امام ولی اللہؒ کے کلام کے شارح ہیں۔

بقیہ:- مجلسِ ذکر

سے بڑی فضیلت اور کیا ہوگی؟ آپ اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی یاد کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔ آمین۔

ہماری مصنوعات

سائیکلوں کے خوبصورت، پائیدار، دیرپا، سٹینڈ، کیریر ہر سائز میں خریدنے کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں۔ تھوک خریدنے پر خاص رعایت

الفرید سٹیل پروڈکشن
پاک پتن روڈ
عارف والا

قارئین کے لیے خوشخبری

مفکرِ ملت، قائد محترم حضرت مولانا مفتی محمود زید مجدہم نے سال گزشتہ مدرسہ قاسم العلوم متعلقہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور میں دورۂ تفسیر کی جماعت کو دو ماہ تک روزانہ ۵، ۶ گھنٹے کے قریب درس دیا۔

اس درس کے دوران اس عظیم انسان نے علوم و معارف کے وہ دریا بہائے وہ بندہ نے خود بھی نقل کیے اور متعدد دوسرے طلبہ نے!

میری خواہش تھی کہ میں ان نوٹس کو مرتب صورت میں قارئین کی خدمت میں پیش کرتا لیکن بوجوہ اب تک ایسا نہ ہو سکا۔

اب اپنے فاضل دوست مولوی حافظ محمد یوسف خان مدرس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد کو آمادہ کیا جنہوں نے باقاعدگی سے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اس میں ذیلی عنوانات مرتب موصوف نے بڑھائے ہیں اور کچھ اضافہ بندہ نے کیا۔ مزید میں نے اپنے مسودہ سے مقابلہ بھی کیا ہے۔

خواہش تھی کہ حضرت مفتی صاحب نظر ثانی فرمالیتے۔ لیکن شاید ایسا نہ ہو سکے۔ اس لیے اس کے بغیر ہی یہ سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو ہر ہفتہ اس کا ایک حصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

(راحقر: علوی مدیر)

ضروری گذارش

گزشتہ ہفتہ کا پرچہ پریس کے عدم تعاون کے سبب وقت پر شائع نہ ہو سکا۔ جس کا ہمیں قلق ہے اور ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

لہٰذا موجودہ پرچہ صفحات کے معقول اضافہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جو دو اشاعتوں پر مشتمل ہے اسی تناسب سے قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔ یعنی اس اشاعت کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہوگی۔ (ادارہ)
